(۸۷)

ترجمۃ القرآن انگریزی کی اشاعت کیلئے تحریک

(فرمودہ ۲۲۔اکتوبر ۱۹۱۵ء)

تشہّد ،تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیت کی تلاوت فرمائی:۔

لَا يَسْتَوِى الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِى الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً وَكُلًّا وَّعَدَ اللهُ الْحُسْنٰى وَفَضَّلَ اللهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا[1]

خدا تعالیٰ نے انسان کو دو قسم کی نعمتیں دی ہیں۔ایک وہ جو اس کے نفس سے تعلق رکھتی ہے اور اس کے جسم میں موجود ہیں۔ان کا مورد خود انسان کی جان اور نفس ہوتا ہے۔اور ایک وہ ہیں جو انسان کے اردگرد اس کے آرام کیلئے پیدا کی ہیں۔مثلاً چاند،سورج، پانی ہوا وغیرہ اور اندرونی نعماء میں سے ہاتھ چیز کو پکڑتا ہے اور منہ میں رکھتا ہے اور منہ اندر لے جاتا ہے پھر معدہ اسے ہضم کرتا ہے اور جو حصہ مفید جسم ہوتا ہے پھیل جاتا ہے پس یہ دو قسم کی نعمتیں ہوئیں۔

غرض دونوں نعمتوں کے سلسلے انسان کے ساتھ جاری ہیں ایک اس کے نفس میں اور ایک باہر۔جو نعمت بیرونی طور پر پائی جاتی ہے اس کے مقابلہ میں انسان کے اندر بھی اللہ تعالیٰ نے ایک چیز رکھ دی ہے۔مثلاً پھلوں ،ترکاریوں اور کھانے وغیرہ کی چیزوں میں ایک مزہ رکھا ہے تو اس کے مقابل انسان کو جو زبان دی ہے اس میں قوت ذائقہ رکھ دی ہے۔اگر یہ چیزیں پیدا کر دی جاتیں

اور زبان میں قوت ذائقہ نہ رکھی ہوتی تو یہ چیزیں بالکل بے فائدہ ہوتیں۔ ایسے ہی اگر زبان میں قوت ذائقہ نہ رکھی ہوتی اور ان چیزوں میں لذت رکھی جاتی تو یہ لذت بالکل بے فائدہ ہوتی۔ اسی طرح ناک میں سونگھنے کی قوت رکھ دی اور اس کے مقابل میں سونگھنے والی اشیاء کو پیدا کر دیا۔ اگر سونگھنے کی قوت رکھ کر یہ چیزیں نہ پیدا کی جاتیں تو ناک میں اس قوت کا رکھنا بالکل بے فائدہ ہوتا۔ اور اگر ناک کے اندر یہ قوت نہ رکھی جاتی اور ان چیزوں کو پیدا کر دیا جاتا تو بھی اس کا پیدا کرنا بے فائدہ ہوتا۔ پس اندرونی نعمت کے زائل ہونے کے ساتھ بیرونی اور بیرونی کے زائل ہونے کے ساتھ اندرونی بھی زائل ہو جاتی۔ اس انتظام کی مثال ریل کی دو لائنوں کی طرح ہے جو بالمقابل جاتی ہوں۔ الغرض کوئی قوت نہیں جس کے مقابلہ میں خدا تعالیٰ نے اس کے استعمال کیلئے اسباب پَیدا نہ کئے ہوں۔

بیرونی نعمتیں مختلف صورتوں کی ہیں۔ کبھی دولت کی صورت میں، کبھی زمینوں کی صورت میں، کبھی حکومت کی صورت میں۔ اللہ تعالیٰ کے انعام دو قسم کے ہیں لہٰذا ان کا شکریہ بھی دو ہی طرح ہو سکتا ہے۔ جو نعمتیں انسان کے نفس کیلئے پیدا کی گئی ہیں ان کا شکریہ انہی نعمتوں کے خرچ کرنے سے ادا ہو سکتا ہے جو انسان کے اندر پیدا کی گئی ہیں اور بیرونی نعمتوں کا شکریہ اسی طرح ادا ہو سکتا ہے کہ وہ نعمتیں جو انسان کے آرام کیلئے اس کے نفس کے باہر پَیدا کی گئی ہیں ان کو خرچ کیا جائے۔ لیکن بہت سے لوگ اس نکتہ کو نہ سمجھ کر اگر خدا تعالیٰ کے راستہ میں مال خرچ کرتے ہیں تو جان نہیں خرچ کرتے اور بعض جان خرچ کرتے ہیں مگر مال خرچ نہیں کرتے۔ لیکن مومن دونوں قسم کے انعاموں کے شکریے ادا کرتا ہے۔ مسلمانوں کی عبادتیں بھی ایسی ہی ہیں۔ مثلاً نماز ہے اس میں انسان کا جسم مشغول ہوتا ہے۔ پس یہ اندرونی نعمتوں کے شکریہ کا ایک ذریعہ ہے۔ اور اسکے بر خلاف زکوٰۃ بیرونی نعمتوں کا شکریہ ادا کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو تمام قسم کی نعمتوں کے خرچ کرنے کا حکم فرمایا ہے حتّٰی کہ مذہب حق کی نعمت کے بدلہ میں حکم فرمایا ہے کہ چونکہ ہدایت کی نعمت تمہیں ملی ہے تم اوروں کو ہدایت دو جیسا کہ فرمایا وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ [2]

غرض ہر ایک نعمت کا شکریہ اسی رنگ کے اِنفاق سے ہو سکتا ہے۔ چنانچہ جو آیت مَیں نے ابھی پڑھی ہے اس میں اسی بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ جو خدا کے

مقرّب بندے ہوتے ہیں وہ اپنے اموال اور اپنی جانوں دونوں نعمتوں کو خدا تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کرتے ہیں۔ پس انسان میں جب تک یہ دونوں باتیں جمع نہ ہوں وہ کامل مجاہد نہیں بنتا۔ صحابہ کرام کو جب ہم دیکھتے ہیں تو ان کی زندگی میں یہ نمونہ پاتے ہیں۔ ہماری جماعت کے لوگ اموال خرچ کرنے میں تو خدا کے فضل سے بہت حصہ لیتے ہیں لیکن اَنْفُسِهِمْ کی طرف بہت کم توجہ ہے۔ صحابہؓ کی یہ حالت تھی کہ وہ اپنا مال و جان خدا تعالیٰ کیلئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لا کر رکھ دیتے تھے اور جنگوں کے وقت بھی وہ سب سے آگے دکھائی دیتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم اسی کو سب سے بہادر سمجھتے تھے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس اور آپؐ کے ارد گرد رہا کرتا تھا اور ہمیشہ آپؐ کے پاس حضرت ابوبکرؓ رہتے تھے

بات یہ ہے کہ دشمن ہمیشہ یہی چاہتا ہے کہ پہلے جرنیل کو مارا جائے اور اسی جگہ دشمن کے زیادہ حملے ہوتے ہیں اور وہیں اس کا زیادہ زور ہوتا ہے۔ ان زبردست حملوں کو روکنے کیلئے بڑی بہادری کی ضرورت ہوتی ہے اور جرنیل کی حفاظت کرنے والا اور اس کے ارد گرد رہنے والا ہی ہمیشہ بہادر سمجھا جاتا ہے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت عمرؓ نے چاہا کہ ابوبکرؓ سے بڑھ جائیں اور جس قدر مال ان کے پاس آیا تھا اس کا نصف حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے لا کر رکھ دیا اور انہوں نے یہ خیال کیا کہ بس اب میں ابوبکرؓ سے بڑھ گیا ہوں۔ لیکن جس وقت حضرت ابوبکرؓ بھی جو کچھ گھر میں موجود تھا لے آئے تو نبی کریمؐ نے عمرؓ سے پوچھا۔ عمر تو نے اپنے گھر میں اپنے اہل و عیال کیلئے کیا چھوڑا ہے؟ انہوں نے جواب میں کہا۔ یارسول اللہ! نصف گھر چھوڑ آیا ہوں اور نصف حضور کے پاس لے آیا ہوں۔ ابوبکرؓ سے پوچھا کہ تم کیا لائے ہو؟ اور گھر والوں کیلئے کیا چھوڑا ہے۔ تو آپ نے جواب دیا یارسول اللہ! جو کچھ گھر میں موجود تھا سب کچھ حضور کی خدمت میں حاضر ہے [۳]۔ ان دونوں روایتوں کو ملا کر معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص اپنے مال کے انفاق میں دوسرے لوگوں پر فوقیت رکھتا تھا اپنی جان کے انفاق میں بھی سب سے آگے تھا۔

الغرض ان لوگوں نے خدا کیلئے جان بھی خرچ کی، مال بھی خرچ کیا، خدا کے راستے میں لڑے بھی۔ وہ صرف اس بات کو کافی نہ سمجھتے تھے کہ ہم نے روپیہ خرچ کر دیا یا صرف لڑائی کو ہی کافی سمجھتے نہیں بلکہ وہ دونوں چیزوں کو خدا کیلئے خرچ کرنا ضروری سمجھتے تھے۔ اسی لئے تو خدا تعالیٰ نے ان کو کامل مجاہد کہا اور اس آیت کے مصداق بنایا ہے۔ یہی وہ بات تھی جس کے مقابلہ میں

خدا تعالیٰ کی طرف سے ان کو رحمت اور نعمت کے درجات ملے۔ پس ہماری جماعت کو بھی ان دونوں باتوں کی طرف توجہ کرنی چاہئیے۔ احمدیہ جماعتوں میں سے ایک جماعت ایسی ہے جو چندہ دینے میں سب سے آگے ہے لیکن تبلیغ کرنے میں سُست ہے۔ مَیں نے ایک دفعہ اسی جماعت کے ایک دوست کو لکھا کہ آپ کی جماعت ذمیوں کی جماعت ہے کیونکہ ذمی ٹیکس ادا کر کے جہاد کی خدمت سے آزاد ہو جاتے تھے لیکن مسلمانوں کو زکوٰۃ اور چندوں کے علاوہ جانیں بھی خرچ کرنی پڑتی تھیں۔ پس اس جماعت میں اسلامی رنگ پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ یہ نقص ہماری جماعت کے ایک خاص حصہ میں پایا جاتا ہے۔ لیکن خوب یاد رکھنا چاہئیے کہ اگر ہم ایک نعمت کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور ایک دوسری نعمت کا شکریہ ادا نہیں کرتے تو ہمارا شکریہ نامکمل اور ناقص ہے۔ ایسے شخص کی مثال اس شخص کی طرح ہوگی جو آدھا کُرتہ پہنتا ہے۔ آدھا کُرتہ پہننے والا انسان اپنے سارے جسم کو کیونکر ڈھانپ سکتا ہے۔ اس کا بدن تو ننگا ہی رہے گا۔

الغرض میرے اس خطبہ سے یہ مراد ہے کہ اگر تم مال خرچ کرتے ہو تو اسی کو کافی نہ سمجھو بلکہ جان کو بھی خرچ کرو۔ مال دینے والے یہ خیال نہ کریں کہ بس ہم نے مال دے دیا، جان دینے کی ضرورت نہیں۔ وہ اپنے آپ کو ذمّی نہ بنائیں بلکہ اپنی جان کو خدا کیلئے لڑائیں۔ جو مال دیں گے ان کے ویسے ہی گناہ جھڑ جائیں گے اور جان دیں گے ان کے اسی قسم کے گناہ جھڑیں گے۔ جو انعام خدا تعالیٰ نے انسان کے اندر رکھے ہیں ان کا شکریہ ادا کریں اور خدمت دین کریں۔ غرباء یہ نہ خیال کریں کہ ہم نے جان دے دی ہے، مال دینے کی ضرورت نہیں وہ مال دینے کی طرف متوجہ ہوں۔ اگر ایک غریب کو خدا تعالیٰ ایک سیر دانے دیتا ہے تو اسے چاہئیے کہ اسی میں سے تھوڑا سا دے دے اس کا تھوڑا سا دینا بھی خدا تعالیٰ کے نزدیک ہزار روپیہ کے برابر ہے۔ ایک دفعہ حضرت مولوی صاحب مغفور درس فرما رہے تھے تو اس قسم کی ایک آیت تھی۔ مَیں نے اُسی وقت انصار اللہ کو لکھا کہ جب تم نے جان کو خدمت دین کے لئے دے دیا ہے تو مال کو بھی خدا تعالیٰ کیلئے خرچ کرو۔ اس میں کیا شک ہے کہ جو احمدیت میں داخل ہوتا ہے وہ انصار اللہ میں شامل ہوتا ہے۔ پس ہر ایک کو چاہئیے کہ اس وقت اپنی جان اور مال خرچ کرے۔ اس وقت جان خرچ کرنے کے یہ معنے نہیں کہ ظاہری جنگیں کی جائیں تلوار کی جنگ دین کیلئے کرنی اب قطعاً حرام ہے۔ لہٰذا جو شخص اس زمانہ میں خدمت دین کیلئے جوش میں کفار پر تلوار اُٹھاتا ہے اس کی مثال اس شخص کی ہے جو خدمت دین کے جوش میں

اپنے آپ کو آگ میں ڈال دے۔ پس اس وقت جہاد تلوار سے جائز نہیں بلکہ امن کے ذرائع سے جہاد کرنا چاہیئے۔ خدمت دین کا تمہارے دلوں میں جوش ہو تو لوگوں کی ہدایت کیلئے کوشش کرو۔ صحابہؓ نے جب تک لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کو چاروں کونوں تک نہیں پہنچا دیا آرام نہیں لیا۔ اسی طرح اٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ کہنے والے کھڑے ہو جائیں اور حضرت مرزا صاحب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی صداقت کو دنیا کے سامنے ثابت کر دکھائیں اور دلائل سے تمام دنیا کو مغلوب کر لیں اور ان کو نیچا دکھائیں۔

اس وقت اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا موقع نکالا ہے کہ ہماری جماعت کے مخلصین جانی جہاد میں بھی حصہ لے سکتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے قرآن شریف کا انگریزی ترجمہ بہت جلد چھپ کر شائع ہونے والا ہے۔ عربی ٹیکسٹ کا ایک حصہ تو تیار ہو چکا ہے اور انگریزی پروف بھی تیار ہو رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے پہلے سیپارہ کیلئے روپیہ کا سامان اپنے فضل سے اپنے پاس سے ہی کر دیا ہے اور اس کیلئے کسی چندہ کی تحریک کی ضرورت ہمیں پیش نہیں آئی۔ میرا خیال ہے کہ ایک سیپارہ جب فروخت ہو جائے تو اسی کی آمد سے دوسرا سیپارہ چھاپ دیا جائے۔ اس طرح جماعت پر بوجھ نہ پڑے گا۔ جس کے سامنے ابھی اور بہت سے کام ہیں اور ترجمہ قرآن کریم پر جس قدر روپیہ خرچ ہوگا اس کا برداشت کرنا ان تمام تبلیغی اخراجات کے ہوتے ہوئے جو اس وقت ہماری جماعت کر رہی ہے مشکل معلوم ہوتا ہے۔ اندازاً اڑھائی لاکھ روپیہ اس قرآن پر خرچ ہوگا صرف چھپوائی کا خرچ سوا لاکھ روپیہ ہے۔ پس یہی طریق بہتر ہے کہ ایک ایک سیپارہ کر کے اسے شائع کیا جائے اور اسی کی اشاعت میں ہمارے دوست جانی جہاد کا ثواب حاصل کر سکتے ہیں۔ اب تک جو کتب ہماری طرف سے شائع ہوئی ہیں وہ ہماری ہی جماعت کے لوگ خریدتے رہے ہیں۔ لیکن اس طریق سے اس قدر فائدہ نہیں ہوتا جو اس طرح ہو سکتا ہے کہ لوگ ان کتب کو خریدیں۔ کیونکہ جو کتاب ان لوگوں تک پہنچی ہی نہیں جن کیلئے لکھی گئی تھی تو ان کو نفع کیا پہنچائے گی۔ پس دنیا کو نفع پہنچانے کا یہی طریقہ ہے کہ اس تک صداقت پہنچائی جاوے۔ اس کا ایک طریق تو مفت اشاعت ہے لیکن دیکھا گیا ہے کہ جن لوگوں کو مفت کتاب دی جائے پڑھتے نہیں۔ پس یہ طریق درست نہیں۔ دوسرا طریق یہ ہے کہ غیروں کے پاس کتابیں قیمتاً فروخت کی جائیں اس طرح یہ فائدہ ہوگا کہ جو لوگ قیمت دے کر کتاب لیں گے ان میں سے اکثر اسے پڑھیں گے

بھی۔ پس ایک تو تبلیغ ہو جائے گی دوسرے یہ بھی فائدہ ہوگا کہ جماعت پر ترجمہ کے اخراجات کا بوجھ نہ پڑے گا۔ اگر ہماری جماعت ہی ترجمہ کو خرید لے تو یہ ایسی ہی بات ہوگی جیسے کوئی شخص روپیہ اپنی ایک جیب سے نکال کر دوسری میں ڈال دے۔ تو اس کی ایک جیب میں روپیہ تو پڑ جائے گا لیکن وہ شخص زیادہ مالدار نہیں ہو جائے گا۔ میں جانتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ اگر اپنی جماعت کے لوگوں کو مَیں کہوں تو فوراً خواہ اپنی جائیدادیں ہی بیچ کر ان کو ایسا کرنا پڑے سب سیپاروں کو خرید لیں گے لیکن اس کا لازمی نتیجہ دوسرے چندوں پر پڑے گا۔ بے شک چندہ غیروں سے بھی لیا جا سکتا ہے لیکن میں اسے پسند نہیں کرتا۔ اوپر کا ہاتھ نچلے ہاتھ سے اچھا ہوتا ہے یوں تو بعض دفعہ ہندو بھی چندہ دے دیتے ہیں لیکن وہ اور رنگ ہے خود مانگنا مجھے نہایت ناپسند ہے۔ جو لوگ مانگنے جاتے ہیں وہ دوسروں سے دبتے بھی ہیں۔ لیکن ہم اپنا ایمان قرآن کریم کی چھپوائی کیلئے بیچ نہیں سکتے۔ اس ترجمہ نے لوگوں کو کیا ایمان کی طرف لانا ہے جس کیلئے چھپوانے والے نے اپنا ایمان فروخت کر دیا۔ پس غیروں سے چندہ ہم مانگ نہیں سکتے۔ ہاں اپنا مال فروخت کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ آخر فرداً فرداً احمدی تاجر اپنے اسباب دوسروں کے پاس فروخت کرتے ہی ہیں۔

پس سب سے بہتر طریق یہی ہے کہ انگریزی ترجمہ جہاں تک ہو سکے ہندوستان میں ہر ایک مذہب وملّت کے لوگوں کے پاس فروخت کیا جائے تا کہ ایسا نہ ہو کہ دوا طبیب کے ہی گھر میں پڑی رہے اور تا جماعت پر بھی بوجھ نہ پڑے۔ اگر پانچ ہزار سیپارہ ہندوستان میں فروخت ہو جائے تو ہم ہزاروں کی تعداد میں یورپ میں لائبریریوں کو مفت بھیج سکتے ہیں جس کے ذریعہ سے کروڑوں انسانوں کو ہدایت ہو سکتی ہے اور اگلے سیپارہ کے چھپوانے کا خرچ بھی نکل سکتا ہے۔ اس مدعا کو پورا کرنے کیلئے میرا خیال ہے کہ پچاس یا سَو مخلص احمدی فرداً فرداً اور اسی قدر جماعتیں اپنے آپ کو پیش کریں جو اپنے اپنے شہر میں سَو یا پچاس نسخہ ہر ایک مذہب وملت کے لوگوں میں کوشش کر کے فروخت کریں۔ بعض شہروں کے لوگ اگر چاہیں تو سینکڑوں کی تعداد میں فروخت کر سکتے ہیں۔ مثلاً لاہور ہی ہے وہاں ہزار ہا تعلیم یافتہ لوگ موجود ہیں جو حق کے جویاں ہیں اور ان کے دلوں میں تعصب نہیں۔ جو شخص اس معاملہ میں کوشش کرے گا اسے قرآن کریم کی اشاعت کا ایک بہت بڑا ثواب ملے گا اور اس کے ذریعہ سے جو لوگ ہدایت پائیں گے یا جن لوگوں کے دل سے تعصّب دور ہوگا اور ان کے دلوں

میں اسلام کی عظمت پیدا ہوگی اس کا پورا ثواب ان کو بھی ملے گا اور مالوں کے ساتھ جانی جہاد کر کے وہ بہت سے انعامات کے وارث ہوں گے۔ امراء کیلئے یہ مجاہدہ دوسروں کی نسبت اور بھی زیادہ ہے۔ لیکن ان کو یاد رکھنا چاہئیے کہ دین اسلام کے خادم امیر وغریب سب ہیں یورپ کے لوگ اپنی دنیاوی ترقی کیلئے یہ سب کام کرتے ہیں۔ غرباء کی ہمدردی کیلئے وہاں بعض دفعہ پھول فروخت کرنے کے میلے مقرر ہوتے ہیں اور خود شاہی خاندان کی لیڈیاں تک اس فروخت میں حصہ لیتی ہیں۔ پس اسلام کو گھر گھر پہنچانے کیلئے جو خدمت کرنی پڑے اس میں شرم کی کوئی بات نہیں۔ بعض لوگ زبانی تبلیغ نہیں کر سکتے، وہ اس طرح تبلیغ کر سکیں گے کیونکہ جس قدر لوگوں کے گھروں میں ترجمہ قرآن اُن کی معرفت پہنچے گا گویا سب کو انہوں نے اسلام کی تبلیغ کر دی۔ پس ہر جگہ کی جماعتیں اور جماعتوں کے افراد جن کو اللہ تعالیٰ اس ثواب میں حصّہ لینے کی توفیق دے بہت جلد اطلاع دیں کہ کس قدر سیپاروں کے فروخت کرنے کی وہ اپنے علاقہ میں امید کرتے ہیں تا کہ ان کے نام نمونہ بھجوا دیا جائے جو تیار ہے اور امید ہے کہ پہلا سیپارہ پندرہ بیس دن تک تیار ہو جائے گا اور ایک ماہ تک قادیان پہنچ جائے گا۔ مگر اس بات کو خوب یاد رکھنا چاہئے کہ زیادہ تر کوشش اس کی اشاعت کی غیر احمدیوں، ہندوؤں، سکھوں اور عیسائیوں میں ہونی چاہئیے یہ نہ ہو کہ اپنی ہی جماعت کے لوگ اسے خرید لیں کیونکہ اس طرح اشاعت کا مقصد پورا نہیں ہوسکتا۔ اگر سب ترجمہ بھی ختم ہو جائے تب بھی جماعت کیلئے پھر اور چھپوایا جا سکتا ہے۔ پہلے صرف دوسرے لوگوں میں اس کی اشاعت ہونی چاہئیے اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰہُ۔ ایک سیپارہ کی قیمت دو روپے ہوگی اور غالبًا بڑے سائز کے ڈیڑھ سَو صفحہ پر ہوگا۔ ایک اعلیٰ کاغذ پر بھی چھپوایا جائے گا جو مجلّد بھی ہوگا اور اس کی قیمت دس روپیہ فی سیپارہ ہے۔

خدا تعالیٰ ہماری جماعت کے مخلصین کو ہر طرح کی دینی خدمات کی توفیق دے اور اس کام میں میرا ہاتھ بٹانے والوں کی اپنے خاص فضلوں کے ساتھ مدد فرماوے آمین۔

(الفضل ۲۸۔ اکتوبر ۱۹۱۵ء)

۱؎ النساء:۹۶ ۲؎ اٰل عمران:۱۰۵

۳؎ ترمذی کتاب المناقب باب مناقب ابی بکرؓ